Lesson 2: Al-Kahf (Ayaat 9- 18): Day 8

سُوۡرَۃُ الکھف کی تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

اِذۡ اَوَی الۡفِتۡیَۃُ اِلَی الۡکَہۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّ ہَیِّیٴۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾

جب وہ چند نوجوان غار میں پناہ گزیں ہوئے اور انہوں نے کہا کہ "اے پروردگار، ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کر دے،" ﴿۱۰﴾

اَوَی: وہی لفظ ہے جیسے جنت الماویٰ۔ اس کے معنی عارضی جگہ یا ٹھکانہ بھی ہیں۔

ان نوجوانوں نے سوچا کہ یہاں رہیں گے تو بُت پرستی یا شرک پر مجبور کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے اپنے گھر چھوڑ دیئے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب پہلے ایک دوسرے سے واقف نہیں تھے لیکن ایک ہی مقصد نے ان کو اکٹھا کر دیا۔

تصور کریں کہ بڑے گھروں کے بچے ہیں۔ اُس دَور میں اخبار یا میڈیا ہوتا تو کتنا شور ہوتا کہ نوجوان غائب ہو گئے یا اغوا ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں؛

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

ایک ہی مقصد ہو تو مختلف طبیعت اور مزاج کے لوگ بھی مل کر کام کرتے ہیں۔ اگر مقصد الگ ہوں تو ایک ہی مزاج کے لوگ بھی زیادہ عرصہ ساتھ نہیں دیتے۔ ہم مختلف جگہوں کے لوگ، مختلف مزاج کے لوگ اللہ کا کلام سُننے کے لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں کیونکہ ہمارا مقصد ایک ہی ہوتا ہے۔

الْفِتْيَةُ: نوجوان۔ف ت ی روٹ ہے۔اسی سے لفظ مؤنث کے لئے نکلااور پھر غلام اور لونڈی کے لئے استعمال ہونے لگا۔کسی کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہو تا ہے۔۔جب نوجوان غار میں جمع ہو گئے۔بڑے گھروں اور شان و شوکت کو چھوڑ کر غار میں پناہ لے لی اور دُعا کا سہارا لیا۔

یہ ہے ایمان۔یہ ہے کامیابی کا نسخہ؛

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا۔۔

"اے پروردگار، ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کر دے،"

مجھے اپنی ایک ساتھی کی بات یاد آگئی وہ بہن کہتی ہیں کہ جتنا بڑا چیلنج ہو، جتنی بھی مشکل آجائے تو اس دعا کو پڑھنے سے میری مشکل آسان ہو جاتی ہے۔میں نے خود اس دعا کی برکتیں دیکھی ہیں۔

اس دعا کو یاد کرلیں اللہ سے مانگیں۔ہم اللہ کی رحمت کے محتاج ہیں۔عائشہؓ کہتی ہیں کہ جب اللہ کے نبی ﷺ کے حالات تنگ ہوتے، کوئی مشکل یا مصیبت کا سامنا ہو تا تو وہ دعا کرتے؛

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ ،۔۔

رحمت سے مُراد کہ دین کے کاموں میں آسانی مل جائے۔گاڑی ٹھیک رہے۔بچے صحت مند رہیں۔گھروں کے حالات سازگار رہیں۔شوہر راضی رہیں۔رشتے داروں سے تعلقات اچھے رہیں۔مہمان نوازی اچھی طرح ہو جائے۔یعنی میرے معاملات کو سنوار دے۔جب ہم دعا کرتے ہیں تو اللہ ہمارے وقت اور کام میں برکت اور آسانی عطا فرما دیتا ہے۔

لیکن اگر ہم یہ کہتے رہیں وقت نہیں تو اللہ کہتا ہے کہ تم دنیا میں مصروف رہو۔

وَّهَيِّئۡ لَنَا اس سے مراد مہیا کردے۔ آسان کردے۔ ہمارے کام اللہ کی رحمت سے آسان ہونگے۔

یعنی کوئی کام ہمارے کنٹرول میں نہیں تھے لیکن اب اللہ نے اسباب پیدا کر دیئے۔ یعنی اسباب مہیا ہو جانا۔ یعنی میرے پاس گاڑی نہیں تھی پلیز اللہ عطا فرمادے۔

مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا۔ پھر میرے معاملات میں دُرستگی عطا فرمادے۔ یعنی جو کچھ کرنے لگی ہوں وہ ٹھیک ہو جائے۔ یعنی کوئی نیک کام کرنے کی نیت کرتی ہوں تو اللہ میرے کام درست کر دے۔

ہم کیا کرتے ہیں؟ موبائل فون کے بغیر ہی نہیں نکلتے۔ مادی سہارے لے کر نکلتے ہیں۔ ہم اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ اللہ پر توکل کریں۔ اپنے بچوں کو فطری ماحول دیں۔ کوشش کریں مصنوعی زندگی سے جب تک ہو سکے دُور رکھیں۔ موبائل فونز کی شعاؤں سے کتنے نقصان ہوتے ہیں۔ پھر ہم شکایت کرتے ہیں کہ بچے فون پر مصروف رہتے ہیں۔

کل ایک بہن بتا رہی تھیں کہ انہوں نے بچوں کو قرآن کلاس میں داخل کروادیا ہے۔ سکول سے آتے ہی قرآن کلاس پھر گھر جاکر سکول کا ہوم ورک، پھر جلدی سے کچھ کھا کر سو جاتے ہیں۔ فون سے جان چھوٹ گئی، اب بچوں کے پاس اتنا فالتو وقت ہی نہیں ہوتا۔ بیٹا خود کہتا ہے میرے فون تمہیں چھٹی والے دن ملوں گا۔ بچوں کو خود وقت دیں۔ بچوں کو مصروف رکھیں۔

آج کے دَور کا ایک بڑا فتنہ اسباب کا غلط استعمال ہے۔

ان نوجوانوں نے سب کچھ چھوڑ کر غار میں پناہ لے لی۔ وہ رب کے بھروسے پر گھر سے نکل گئے۔

فَضَرَبْنَا عَلَىٰٓ اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ تو ہم نے انہیں اُسی غار میں تھپک کر سالہا سال کے لیے گہری نیند سلا دیا ﴿۱۱﴾

پھر اللہ نے ان کی حفاظت کی۔ اُن کو پیار سے سُلا دیا۔ کتنی دیر سوئے رہے؟ ہم اس بحث میں نہیں پڑیں گے۔

ہمارے لئے عمل کا نقطہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں قربانی دینے سے، ہجرت کرنے سے کچھ ضائع نہیں ہوتا۔ اللہ آزماتا ہے اور پھر بڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔

خدیجہؓ کو یاد کر لیں اپنا مال اللہ کی راہ میں لگا دیا۔

عبد الرحمٰنؓ بن عوف کو یاد کر لیں کہ اتنے امیر اور کامیاب تاجر تھے، ہجرت کے وقت سب کچھ حتیٰ کے گھر والے بھی چھوڑ کر مدینہ پہنچ گئے۔ اللہ کے نبیؐ کو پتا چلا تو فرمایا تو نے نفع کا سودا کیا ہے۔

ایسے ہی کچھ نہیں ملے۔ قربانی اور ہجرت کرنا سیکھ لیں۔

ان نوجوانوں کو دیکھ لیں، غار میں پتھروں پر کیسی نیند آئی۔ کوئی غم اور فکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہترین انتظام فرما دیا۔ سکون سے سو گئے۔

جس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا وہی اس کی قدر کر سکتا ہے۔ اللہ بہترین قدر دان ہے۔ اللہ کی راہ میں نکل کر تو دیکھیں۔ اپنے ارد گرد دیکھ لیں کہ لوگ تو بہترین بستروں پر نہیں سوتے۔ لوگوں کو دنیا کے غم اور ڈیپریشن ہی نہیں سونے دیتے۔ کسی کو گرمی، کسی کو سردی، کسی کا میٹرس اور کسی کا تکیہ مناسب نہ ہونے پر نیند نہیں آتی۔

کیاہم دنیامیں سونے آئے ہیں؟

اپنی زندگی کا بہترین مقصد رکھیں۔ اللہ کو راضی کرنے کا شوق رکھیں۔

مثال؛ اگر ہماری پسند کے مہمان آرہے ہوں تو ہم کتنے شوق سے گھر صاف کرتے ہیں۔ کھانا بناتے ہیں۔ ہاتھ پر کٹ بھی لگتا ہے، ہاتھ بھی جلتا ہے۔ لیکن ہم اپنی دُھن میں لگے رہتے ہیں۔

جس بندے کو اللہ کی محبت یاد رہتی ہے وہ پھر دنیا سے بیگانہ ہو جاتا ہے؛

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْۤا اَمَدًا ﴿۱۲﴾

پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ دیکھیں اُن کے دو گروہوں میں سے کون اپنی مدت قیام کا ٹھیک شمار کرتا ہے ﴿۱۲﴾

اللہ نے اُن کو سُلا دیا اور پھر جگا دیا۔ یوں لگتا ہے ادھر سوئے اور پھر جاگ گئے۔ حالانکہ درمیان میں ایک لمبا عرصہ تھا۔ ہمیں کون جگاتا ہے؟ ہم سب کو بھی اللہ ہی جگاتا ہے۔ پھر ہم صبح اُٹھ کر یہ دعا پڑھتے ہیں؛

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔۔۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔" (بخاری)

ہمیں اللہ ہی اُٹھاتا ہے تو اُٹھتے ہیں۔ لیکن پھر ایک دن ہم نہیں اُٹھیں گے۔

پھر قیامت والے دن ہی اُ ٹھیں گے۔

ہماری ایک بہن کے میاں رات کو سوئے صبح نہیں اٹھے۔وہ حیران ہوئیں کہ روز تو صبح اُٹھ کر سب سے پہلے چائے کا کہتے ہیں۔وہ دیکھنے گئی تو میاں صاحب وفات پا چکے تھے۔

ہم سوتے ہیں تو اُٹھاتا اللہ ہی ہے۔کسی کو نہیں معلوم کہ صبح اُٹھوں گی بھی یا نہیں۔

پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ دیکھیں اُن کے دو گروہوں میں سے کون اپنی مدت قیام کا ٹھیک شمار کرتا ہے ﴿۱۲﴾

یہ دو گروہ کون تھے ؟ یہ تاریخ لکھنے والے لوگ تھے۔ان پر آگے جاکر بات ہو گی۔کیونکہ لوگ بحث کرنا پسند کرتے ہیں کہ یہ ہوا ہو گا وہ ہوا ہو گا۔

یہاں تک کہانی کی تمہید تھی۔پھر قصّہ آگے چلتا ہے۔بالکل سورۃ یوسف والا انداز ہے۔